اسلامیات (اختیاری)

دسویں جماعت کے لئے

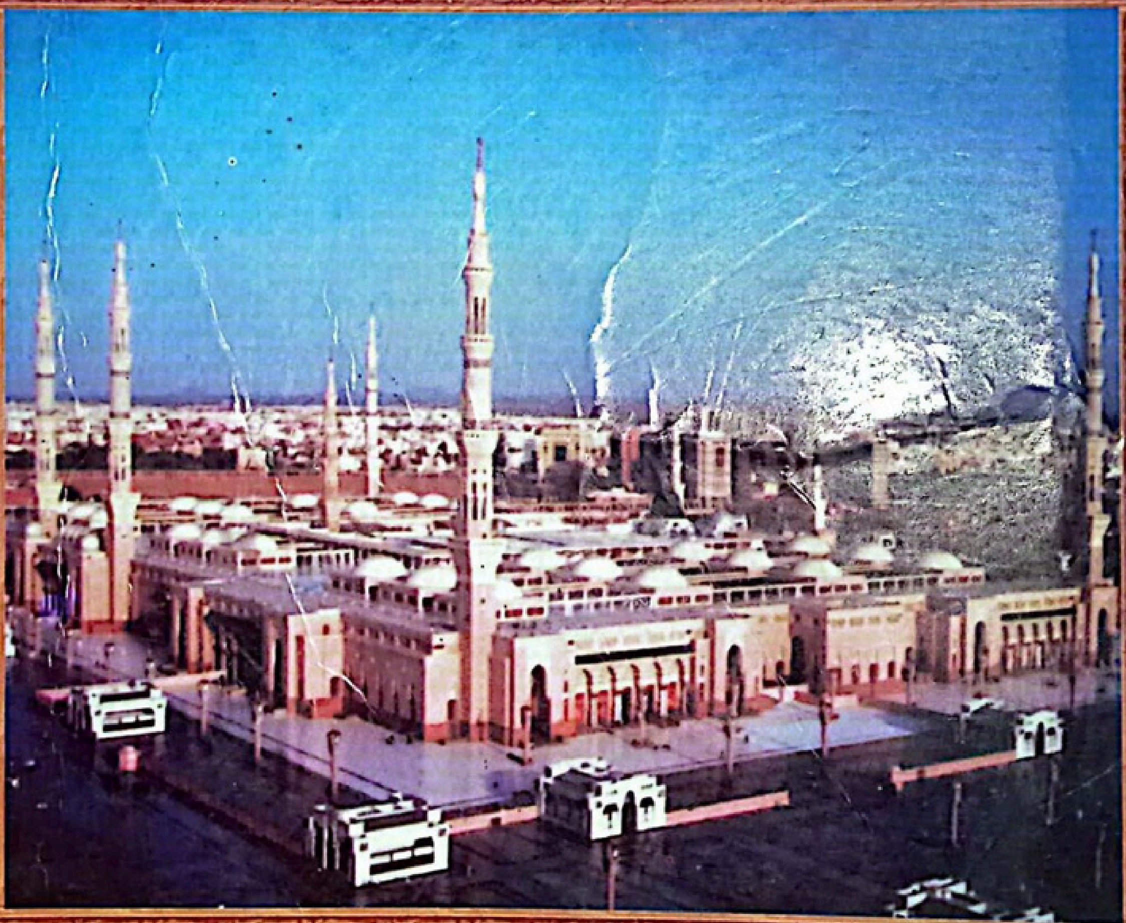

NOT FOR SALE
Free From Government

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

اسلامیات (اختیاری)

دسویں جماعت کے لئے

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

کسی بھی قومی فریضہ میں عمداً کوتاہی کرنا
خیانت ہے اور حدیث نبوی ﷺ کی
رُو سے خائن شخص کامل ایمان والا
نہیں ہوتا۔

جملہ حقوق بحق لیڈنگ بکس پبلشر محفوظ ہیں

منظور کردہ: نظامت نصاب و تعلیمِ اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد
بمطابق: قومی نصاب 2006
مراسلہ نمبر 2280-82/SS-II مؤرخہ 22/03/2013

مصنفین: نیاز محمد — محترمہ پروین اختر
مسز ناصرہ حمید — محترمہ عنبر نوریز

نگران نظر ثانی کمیٹی: گوہر علی خان، ناظم نصاب و تعلیم اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

فوکل پرسن: ذوالفقار خان، ایڈیشنل ڈائریکٹر نصاب و نظر ثانی کتب، نظامتِ نصاب و تعلیم اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

نظر ثانی:
کفایت اللہ، پرنسپل جی ایچ ایس ایس چمکنی، پشاور
نیاز محمد، ایس ایس ٹی، جی ایچ ایس سربند، پشاور
ڈاکٹر شوکت اللہ، اے پی، سپریئر سائنس کالج پشاور
نصیر اللہ، ایس ایس، جی ایچ ایس ایس نمبر 1، پشاور

مدیر: اعزاز اللہ کاکاخیل ، ماہرِ مضمون (اسلامیات) خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

زیرِ نگرانی و رہنمائی: ذاکر حسین آفریدی (چیئرمین)
سعید الرحمٰن (ممبر ای اینڈ پی)
خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ

تعلیمی سال 2019-20
ویب سائٹ : www.kptbb.gov.pk
ای میل :membertbb@yahoo.com
فون نمبر 091-9217889

NOT FOR SALE

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

مملکت پاکستان بنانے میں یہ عظیم مقصد کارفرما تھا کہ پاکستان میں اسلامی احکام نافذ کیے جائیں اور مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائی اور 1947ء میں پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اسلامی ملک ہونے کے سبب اس کا نظریہ حیات اسلام ہے اور مسلمان ہونے کے ناطے ہماری کوشش ہے کہ ہم اپنے طلبہ و طالبات میں اسلامی اقدار سے محبت والفت پیدا کریں تاکہ وہ اپنی شخصیت و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے حکومت خیبر پختونخوا نے اسلامیات (اختیاری) کو موثر اور مفید بنانے کے لیے کوششیں کی ہیں کہ نصاب متوازن، بامقصد اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ہو اور طلبہ کو حصول مقاصد میں کامیابی ہو اور غیر ضروری بوجھ میں الجھنے نہ پائیں۔

اسلامیات اختیاری جماعت دہم کی ترتیب و تدوین اس طرح کی گئی ہے کہ اساتذہ اور طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ غیر متعلقہ مواد اور مضامین سے گریز کیا گیا ہے۔ اس لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ درسی کتاب تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ مزید تفصیلات کے لیے خوب مطالعہ کر کے کمرہ جماعت میں آئیں۔

اسلامیات کی تدریس میں مشغول اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ اپنی شخصیت مکمل طور پر اسلامی طرز پر استوار کریں تاکہ قول و فعل کے تضاد سے بچا جا سکے۔

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ قرآن و حدیث کے الفاظ و تراکیب کی وضاحت اس طرح کریں کہ روزمرہ زندگی سے ان کا تعلق واضح ہو سکے۔ نیز فرقہ وارانہ اور فروعی مسائل سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔

جدید طریقہ ہائے تدریس کو استعمال کرتے ہوئے تعلیمی جائزے کے لیے اسباق کی مشقوں میں معروضی، غیر معروضی، نیم معروضی اور عملی سرگرمیاں بھی شامل کی گئیں ہیں تاکہ ہر طرح کی ذہنی قابلیتوں کی آزمائش کی جا سکے۔

NOT FOR SALE

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	باب اول مضامینِ قرآن	01
	1. توحید	01
	2. نبوت ورسالت	08
	3. ملائکہ	12
	4. آخرت/معاد	14
2	باب دوم عبادات	22
	1. نماز	24
	2. روزہ	26
	3. زکوٰۃ	28
	4. حج	31
3	باب سوم سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	36
	1. رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوراُن کی تعلیمات کی حیثیت ومقام	36
	2. محبت واتباع	39
	3. اسوۂ حسنہ	42
4	باب چہارم قرآنی آیات (ترجمہ وتشریح)	49
5	باب پنجم حدیث اورسنت	68
	1. جمع وتدوین حدیث	68
	2. مشہور کتب حدیث اوران کے مصنفین کا تعارف	72
	3. اصطلاحات حدیث	77
	4. منتخب احادیث (ترجمہ وتشریح)	79
6	باب ششم اسلامی علوم اور مسلمانوں کی خدمات	105
	1. علم فلسفہ	105
	2. علم کلام	107
	3. سائنسی علوم	109

CS CamScanner

7	باب ہفتم اسلامی تہذیب وتمدن (تعارف واہمیت)	130
	1. اسلامی تہذیب کی خصوصیات	131
	2. اسلامی تہذیب وتمدن کا فروغ	133
	3. معاشرتی استحکام	138
8	باب ہشتم اسلام اور عہد حاضر	145
	1. مسلم ممالک کے باہمی تعلقات	145
	2. مسلم ممالک میں غیر مسلموں کے مسائل	150
	3. غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے مسائل	153
9	باب نہم عربی زبان	156
	1. اَلْمُرَكَّبُ النَّاقِصُ وَالتَّام	156
	2. اَلْمُرَكَّبُ العَدَدِی	158
	3. اَلْمُرَكَّبُ التَّام	161

NOT FOR SALE

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

باب اول

مضامینِ قرآن

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

وہ قرآن مجید میں توحید، رسالت، آخرت، ملائکہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومنصب کے حوالے سے آیات کا تفصیلی مطالعہ کرنے کی استعداد پا سکیں اور مجوزہ آیات قرآنیہ کا ترجمہ اور تشریح کر سکیں۔

1. توحید

اسلام کے پورے اعتقادی اور عملی نظام میں سب سے پہلی اور سب سے اہم چیز ''ایمان باللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ یوں تو بہت سے گروہ اور قومیں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہیں لیکن اسلام کے نقطۂ نظر سے ایمان باللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانا جائے اور کسی دوسرے کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف سورۃ اخلاص میں اس طرح کرایا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

ترجمہ: ''کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور اس کا کوئی ہمسر نہیں''

NOT FOR SALE

اس سورت میں توحید کے حوالے سے دو لفظ زیادہ اہم ہیں ایک "اَحَد" اور دوسرا "صَمَد" یہ دونوں لفظ اللہ تعالیٰ کے تمام کمالی صفات پر حاوی ہیں۔ اَحَد کا مفہوم یہ ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں، اس کو کسی کی حاجت نہیں ہے، وہ یکتا و تنہا، اکیلا، بے نیاز، بے پرواہ اور مستغنی ہے اور صَمَد کا مفہوم یہ ہے کہ وہ سب کا دستگیر، سب کی جائے پناہ، سب کی امیدوں کا مرکز اور سب کا ملجا و ماویٰ ہے۔

یہی توحید کا مفہوم ہے۔ باقی جتنے عقائد ہیں ان سب کی تکمیل عقیدۂ توحید سے ہوتی ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ ان سب کا سرچشمہ "توحید" ہے۔ ملائکہ پر ایمان لانا اس لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندے اور پیامبر ہیں۔ کتابوں پر اس لیے ایمان لانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہیں، رسولوں پر اس لیے ایمان لانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یومِ آخرت پر اس لیے ایمان لانا کہ یہ مالک الملک کے عدل و انصاف کا دن ہے۔ فرائض کی بجا آوری اس لیے ضروری ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے، حقوق کی ادائیگی اس لیے لازمی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر مبنی ہیں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل اس لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

ذات و صفات باری تعالیٰ:

عقیدۂ توحید صرف اس قدر نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ باکمال پر یقین رکھنا، عقیدے کی اصل جان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات دونوں میں یکتا ہے۔ ذات میں یکتا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ اس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ کوئی بیٹا کیونکہ باپ اور اولاد کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی حقیقت میں کوئی شریک نہیں تو نہ اللہ تعالیٰ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا بیٹی۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الاسراء:۱۱۱)

"اس کی کوئی اولاد نہیں"۔

صفات میں یکتا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے جو حیّ و قیوم، قادر و رازق اور رحمٰن و رحیم ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت و بندگی بجا لائیں اور اس کی ذات میں کسی کو شریک نہ کریں اور اس کے سوا کسی کو لائقِ عبادت نہ جانیں۔

خدا کو کسی نے دیکھا نہیں۔ اس کی بنائی ہوئی کائنات اور اس کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں کو دیکھ کر انسان خالقِ کائنات کی وحدانیت، قدرت اور علم و حکمت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ ذاتِ الٰہیہ زمان، مکان، جہت، صورت، جسم، تغیر، تاثر اور انتقال سے کامل

طور پر پاک ہے۔ وہ واجب الوجود ہے۔ یعنی ایک ایسا وجود جو ہمیشہ تھا، ہے اور رہے گا۔ وہ قائم بالذات ہے۔ اللہ تعالیٰ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ (الحدید: ۳)

"وہی اوّل ہے وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے"

کائنات میں اسی کی قدرت کا ظہور ہے، اس طرح وہ ظاہر ہے۔ اور وہ نہیں دیکھا جا سکتا اس لیے اپنی ذات میں پوشیدہ بھی ہے۔ وہی ایک ذات ہے کہ جسے بقا حاصل ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ (سورۃ القصص:۸۸)

"ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے"۔

اسلام نے صفاتِ الٰہیہ کا جو تصوّر دیا ہے وہ ذاتِ الٰہیہ کے شایانِ شان ہے جیسے ذاتِ الٰہیہ بے مثال ہے ویسے ہی صفاتِ الٰہیہ بھی بے مثال ہیں۔:

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ (سورۃ النحل:۶۰)

"اللہ تعالیٰ کی صفات سب سے برتر اور اعلیٰ ہیں"

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝ (سورۃ طٰہٰ:۸)۔

"اس کے اچھے اچھے نام ہیں"

لفظ "اللہ" اسمِ ذات ہے اور باقی اسمائے حسنٰی اس کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذات کے ساتھ قائم اور لامحدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ وہ خالق (پیدا کرنے والا) ہے، ربّ (پالنے والا) ہے، الرّحیم (بار بار رحم کرنے والا)، الرّحمان (بے حد رحم کرنے والا)، اَلوَدُود (پیار کرنے والا)، اَلوَهّاب (بہت عطا کرنے والا)، اَلجَبّار (جبروت والا)، اَلعَزِیز (زبردست۔ غلبہ والا)، اَلقَهّار (غالب، جس کے حکم سے کوئی باہر نہیں ہو سکتا)، اَلمُتَکَبِّر (اپنی بڑائی دکھانے والا)، اَلمُنتَقِمُ (سزا دینے والا)، اَلحَیُّ (زندہ اور دوسروں کو زندگی بخشنے والا)، اَلقَیُّوم (قائم رہنے والا)، اَلسَّمِیع (سننے والا)، اَلبَصِیر (دیکھنے والا) اور اَلحَکِیم (حکمت والا) ہے۔

وہ قادرِ مطلق ہے، اس کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے:

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (سورۃ فاطر:۱)

"یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (سورۃ البقرۃ:۲۵۵)

"اس کا اقتدار آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے"۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (سورۃ الاعراف:۵۴)

"سن لو، خلق اور امر اسی کے ہیں"۔

اس کی قدرت کی طرح اس کے علم کی بھی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے:

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ الحجرات:۱۶)

"اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے"۔

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ (سورۃ سبا:۳)

"اس سے کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہوئی ہے اور نہ زمین میں"۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا (سورۃ سبا:۳)

"اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے"۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ (سورۃ المومن:۱۹)

"وہ نگاہوں کی چوری اور وہ راز تک جانتا ہے جن کو سینے چھپائے ہوئے ہیں"۔

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ (سورۃ قٓ:۱۶)

"اور ہم انسان کے دلوں کے وسوسوں تک کو جانتے ہیں"۔

خالقیت و ربوبیت:

کائنات اور دنیاوی نظم و نسق کو قادر مطلق کی ذات ہی نے قائم کیا ہے۔

ہر انسان کی شکل دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر ایک کی آواز الگ، نشانات جُدا، خصلت و عادات جُدا، پیدائش علیحدہ اور خاتمہ مختلف انداز میں۔ آخر وہ کون سی قدرت ہے جس کے تحت یہ کام ہو رہا ہے۔ دنیا میں آج کروڑوں افراد ہیں اور ان کی پیدائش اور وفات کا سلسلہ سالہا سال سے چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔ لیکن تمام افراد کی انگلیوں کے پوروں کے نشانات حیرت انگیز طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان تمام باتوں سے بنیادی سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سی قدرت ہے جس کے ماتحت یہ کام انجام پا رہا ہے۔ انسان یہ سب کچھ دیکھتا ہے تو پکار اٹھتا ہے:۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ (سورۃ المومنون:۱۴)

"بڑا ہی بابرکت ہے اللہ تعالیٰ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر"۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝

(الطور:۳۵-۳۶)

"کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے خالق ہیں؟ یا زمین و آسمانوں کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (سورۃ المومنون:۸۶)

ترجمہ: ان سے پوچھو کہ سات آسمانوں کا کون مالک ہے اور عرش عظیم کا کون مالک ہے؟

اس آیت میں توحید ربوبیت کے عقیدے پر دلیل دی جا رہی ہے۔اے میرے رسول اگر آپ ان سے پوچھیں گے کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے پھر آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم لوگ یہ جاننے کے باوجود اس کے ساتھ کسی کو شریک بناتے ہو اور قرآن اور اس کے رسول کو جھٹلاتے ہو تو کیا اس کے عذاب سے ڈرتے نہیں ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَۙ

ترجمہ: سب طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔

"الحمد میں ال، استغراق یا اختصاص کے لیے ہے، یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں یا اس کے لیے خاص ہیں۔ کیوں کہ تعریف کا اصل مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، کسی کے اندر کوئی خوبی اور کمال ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔ "اللہ" یہ اللہ کا ذاتی نام ہے، اس کا استعمال کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ "ربّ" اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، جس کے معنی ہیں ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی ضروریات مہیا کرنے اور اس کو تکمیل تک پہنچانے والا۔ "عالمین" (عالم) کی جمع ہے جس سے مراد مخلوقات کی الگ الگ جنسیں ہیں مثلاً عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ اور عالم وحوش وطیور وغیرہ۔ ان تمام مخلوقات کی ضرورتیں ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں لیکن "رب العالمین" سب کی ضروریات، ان کے احوال وظروف اور طبائع اور اجسام کے مطابق مہیا کرتا ہے۔

معبودیت:

اگر اس کائناتی نظام کو چلانے والے کئی معبود ہوتے تو یقیناً اُن کے درمیان اختلاف ہوتا اور نظامِ کائنات مختلف افکار و نظریات کے تحت نہ صرف بدلتا رہتا بلکہ یہ کائنات تباہ و برباد ہو جاتی اور اس کائنات میں جو نظم و ضبط اور ترتیب کارفرما نظر آتی ہے وہ نہ ہوتی۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَاۚ (الانبیاء:22)

ترجمہ: "اگر ان دونوں (یعنی زمین و آسمان) میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود ہوتا تو ان دونوں میں فساد برپا ہو جاتا"۔

اللہ تعالیٰ ہمارا معبود ہے اور اس کی ذات رحمٰن و رحیم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝ (سورۃ البقرۃ:۱۶۳)

"اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے (وہ) رحمان ہے رحیم ہے"۔

اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے۔ ہر چیز اس کی پیدا کردہ ہے۔ وہ تنہا معبود ہے، ساری کائنات اس کی عبادت گزار ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ (بنی اسرائیل:۴۴)

"ساتوں آسمان اور زمین اور وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں"۔

سب اس کے فرمانبردار ہیں۔ جب کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور فرمانبردار ہے تو ایسی کوئی مخلوق معبودیت میں اس کے ساتھ شریک کیونکر ہو سکتی ہے۔ خدا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو سب کا خالق اور مالک ہے جس کی قدرت مطلق و غیر محدود ہو، وہ جو چاہے اسے کرنے کی طاقت رکھتا ہو، جس کا علم سب کو محیط ہو۔ ایسی صفات کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے۔

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۝ (سورۃ المومن:۶۸)

"جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے"۔

رحمانیت:

اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے، تمام مخلوقات اس کی بے پایاں رحمت سے بہرہ اندوز ہو رہی ہیں۔ اس کی رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔ اتنی وسیع و عریض کائنات کو تخلیق کرنے کے بعد وہ اس کی تدبیر بھی کر رہا ہے۔ ایک نظام کے تحت اسے چلا رہا ہے یہ بھی اس کی رحمت ہے۔ انسان پر تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (ابراہیم:34)

"اور جو کچھ تم نے مانگا تمہیں عطا کیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو شمار نہ کر سکو گے"۔

اسی طرح سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ بار بار ارشاد فرماتا ہے کہ:

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۝ (الرحمٰن:13)

"تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے"۔

اللہ تعالیٰ بے انتہا رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی رحمتِ بے پایاں کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ وہ اس قدر رحم کرنے والا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہم روزانہ اتنے زیادہ گناہ کرتے ہیں مگر وہ پھر بھی ہمارے گناہوں سے درگزر کر کے ہمیں رزق دے رہا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اس وسیع اور بے پایاں رحمت کو ایک مثال کے ذریعے اس طرح واضح

CS CamScanner

کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں کچھ جنگی قیدی پیش کیے گئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی جس کا ایک شیر خوار بچہ چھوٹ گیا تھا اور وہ ممتا کی ماری ایسی بے چین تھی کہ جس بچے کو بھی دیکھتی اسے پیار کرنے لگتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم لوگ یہ توقع کر سکتے ہو کہ یہ ماں خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں، خود پھینکنا تو درکنار، اگر اسے گرتا ہوا دیکھے گی تو اسے بچانے کی حتی المقدور کوشش کرے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا رحم اپنے بندوں کے لیے اس سے بہت زیادہ ہے جو یہ عورت اپنے بچے کے لیے اپنے دل میں رکھتی ہے۔" (صحیح بخاری 5999، مسلم: 7153)

ہمیں چاہیئے کہ ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نوازشوں کا شکر ادا کرتے رہیں تا کہ وہ ہم پر پہلے سے بھی زیادہ مہربان اور رحم کرنے والا ہو جائے۔

2 : نبوّت و رسالت

نبوت و رسالت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

اسلام کے عقائد میں توحید کے بعد "رسالت" کا درجہ ہے۔ "رسالت" کے لفظی معنی ہیں پیغام پہنچانا۔ رسول کے لفظی معنی ہیں پیامبر۔ دینی اصطلاح میں رسالت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا اور رسول کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا۔

نبی کا لفظی مطلب ہے خبر دینے والا اور نبوت کا لفظی معنی ہے خبر دینا۔ "نبی اور رسول" اور "نبوت اور رسالت" ہم معنی اصطلاحیں ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ رسول صاحبِ شریعت و کتاب ہوتا ہے جبکہ نبی کے لیے صاحبِ شریعت و کتاب ہونا لازمی نہیں۔ ہر رسول اللہ تعالیٰ کا نبی ہوتا ہے جبکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

رسول صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک نہیں پہنچاتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر خود عمل کر کے دکھاتا بھی ہے اور لوگوں کی سیرت کی تعمیر و تزکیہ بھی کرتا ہے۔ رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر آکر ختم ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ اس کو عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

انبیاء اور رُسُل پر ایمان:

انبیاء کی ضرورت اور اہمیت کے حوالے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جس طرح پانی، ہوا اور غذا انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم و تبلیغ انسانی زندگی کو کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرنے کے لیے بنیادی اہمیت کی

NOT FOR SALE

حامل ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے تمام انبیاء اور رسل پر ایمان لانا ضروری ہے۔ امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ آپؐ پر نبوت و رسالت کو ختم کر کے اس کو تمام انبیاء و رُسل پر ایمان لانے کی سعادت عطا کر دی جو گزشتہ امتوں کو حاصل نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "ختم نبوت" کا اعلان فرما کر اس بات کو واضح کر دیا کہ انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی بن کر آئے ہیں۔ ارشادِ نبوی ہے:

اَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ

"میں تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہوں اور تم تمام امتوں میں سے آخری امت ہو۔"

انبیا علیہم السلام کی صفات:

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی کئی صفات بیان کی گئیں ہیں۔ ان میں سے نمایاں صفات درج ذیل ہیں۔

بشریت:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے ہمیشہ کسی انسان کو ہی پیغمبر بنا کر بھیجا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (یوسف:۱۰۹)

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے آدمیوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (الکھف:۱۱۰)

ترجمہ: اے پیغمبر! کہہ دیجیے میں تمہاری طرح انسان ہوں البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے

انبیاء کرام علیہم السلام پر منکرین کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا رہا کہ یہ تو ہماری طرح انسان ہیں۔ ہماری طرف فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۹۵)

ترجمہ: اے پیغمبر! فرما دیجیے اگر زمین پر فرشتے چلتے پھرتے اور آباد ہوتے تو ہم ضرور ان پر آسمان سے کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

انبیاء کرام علیہم السلام انسانوں میں ممتاز ہی اس وجہ سے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی اور معجزات سے نوازا اور نبوت کے منصب پر فائز کیا۔

NOT FOR SALE

وہبیت:

وہبیت کے معنی یہ ہیں کہ رسالت کوئی اکتسابی شے نہیں جو محنت وجستجو سے مل جائے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ اور انعام ہے اور اسی شخص کو ملتا ہے جسے خداوند کریم مرحمت فرماتا ہے۔ اس کے ملنے میں انسانی کوشش، ارادے اور جستجو کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ تاہم انبیاء کرام علیہم السلام کے حالاتِ زندگی سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ یہ اہم منصب جن لوگوں کو عطا کیا گیا وہ سب نیکی، تقویٰ، ذہانت اور عزم وہمت جیسی بلند صفات کے مالک تھے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ (سورۃ الجمعہ:۴)

"یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کردے"۔

رسالت کے لیے انتخاب ایسے افراد کا کیا گیا تھا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کے اعتبار سے اس عظیم مقصد کے لیے موزوں ترین تھے چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے مخالفین نے آپ کے نبی بنائے جانے پر اعتراض کیا اور کہا کہ اگر کسی کو نبوت ملنا تھی تو آپ کی نسبت ہم اس کے زیادہ حقدار تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ۭ (سورۃ الانعام:۱۲۴)

"اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اسے اپنی پیغمبری کس کے سپرد کرنی چاہیے"۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر دین اور شریعت کے نام پر جو کچھ بھی انسانوں کے سامنے بیان فرماتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔ پیغمبر ہدایتِ ربانی کے تابع اور اللہ تعالیٰ کے ترجمان ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورۃ النجم:۳-۴)

"وہ اپنی خواہشِ نفسانی سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہی کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے"۔

اطاعتِ انبیاء لازم ہے:

انبیاء کی اطاعت وپیروی ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ (سورۃ النساء:۶۴)

"ہم نے ہر رسول کو اس لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے"۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ (سورۃ الفاطر:۲۴)

"کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی خبردار کرنے والا (رسول) نہ آیا ہو"۔

نبی چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات وہدایات پہنچاتا ہے اس لیے اس کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورۃ النساء:۸۰)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"۔

اسی طرح پیغمبر کتاب اللہ کا شارح ہوتا ہے، امت کا معلم ومربی ہوتا ہے، امت کے لیے نمونہ تقلید ہوتا ہے، قانون ساز قاضی ہوتا ہے، اسی لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کرنے اور ان احکامات کے مطابق عمل کرنے سے دنیوی اور اخروی زندگی کی کامیابی یقینی ہوتی ہے یعنی دنیا وآخرت میں کامیابی کا انحصار انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کرنے پر ہی منحصر ہے۔

رفعتِ شان:

رسول کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات عطا کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ رسول بشر ہی ہوتا ہے لیکن پختہ کردار، پرکشش اور ممتاز اوصافِ حمیدہ کا مالک ہوتا ہے۔ لوگوں کا بے حد خیر خواہ ہوتا ہے۔ بڑا صاحبِ عزیمت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جب منصب رسالت پر سرفراز فرماتا ہے، اس کے بعد وہ اپنے مشن کو انجام دینے کے لیے اپنی جان تک کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔ وہ صبر واستقامت میں بے مثال ہوتا ہے۔ بڑی سے بڑی مشکلات اس کے پائے استقلال کو ڈگمگا نہیں سکتیں۔

رسول کی بصیرت وفراست بھی غیر معمولی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے ان چیزوں کا بھی علم ہوتا ہے جو عام انسانوں سے اوجھل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسے کام سرزد ہوتے ہیں جو عام لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور جن کے کرنے سے عام انسان عاجز ہوتے ہیں (یعنی معجزات) رسول کا منصب بہت کٹھن اور عظیم ہوتا ہے۔ اسی کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ رسول کو اعلیٰ صلاحیتیں ودیعت کرتا ہے۔

عصمتِ انبیاء:

ہر نبی اور رسول ولادت سے لے کر وفات تک گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہوتا ہے اس کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی حفاظت ونگہداشت میں گزرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اس لیے بھیجے ہیں کہ لوگ ہر حالت میں ان کی اطاعت کریں یعنی انبیاء کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا، غیر مشروط کا مطلب یہ ہے کہ اطاعت کے لیے کسی قسم کی شرط یا قید نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر حالت میں ان کی

اطاعت کی جائے۔غیر مشروط اطاعت صرف اس کی کی جا سکتی ہے جس سے کسی غلطی اور گناہ کا امکان نہ ہو، اس لیے انبیاء کو ہر طرح کے گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھا گیا ہے، دوسرے الفاظ میں نبی معصوم ہوتا ہے، اس سے دینی امور میں نہ فکر و اجتہاد کی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں نہ اخلاق و اعمال کی لغزشیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی فکر و بصیرت حد درجہ کامل ہوتی ہے اور اس کی اخلاقی قوت بھی، ایک طرف تو وہ احکامِ الٰہی کا منشاء سمجھنے اور ان سے اپنے اجتہاد کے ذریعے مزید احکام نکالنے کی بہترین صلاحیتیں رکھتا ہے، دوسری طرف اسے اپنے نفس پر پورا پورا قابو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی اخلاقی حس، اس کا خوفِ خدا اور اس کا اندیشۂ آخرت اس درجہ ترقی یافتہ ہوتا ہے کہ گناہ کے محرکات سر اٹھا ہی نہیں پاتے اور ساتھ ہی خداوندِ کریم کی خصوصی نگرانی و حفاظت انہیں فکر و اجتہاد کی غلطیوں اور اخلاق و اعمال کی کوتاہیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ وحی اور الہام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی ہدایات انہیں مسلسل وصول ہوتی رہتی ہیں۔ نبی ایسا انسانِ کامل ہوتا ہے جو بے حد روحانی قوت کا حامل ہوتا ہے اور ہر قسم کی برائی سے خود کو محفوظ رکھتا ہے۔

3 : ملائکہ

ملائکہ کا لفظ جمع ہے اس کی واحد مَلَک ہے جس کے لغوی معنی قاصد اور پیغام رساں کے ہیں، فرشتوں کے لیے قرآن مجید میں ملائکہ کے علاوہ "رسول" کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے، رسول کے معنی بھی قاصد کے ہیں۔ فرشتوں کو ملائکہ اور رسول یعنی قاصد اس لیے کہا جاتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں۔

ملائکہ کی حقیقت اور نظامِ کائنات میں بحیثیت کارکنانِ قدرت ان کا کردار:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ عرب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، قرآن مجید نے ان کے اس باطل عقیدے کی اصلاح کی اور بتایا کہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان کے پاس کسی قسم کا اختیار یا اقتدار نہیں بلکہ یہ ان کا فرض ہے کہ اس کائنات کے نظام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے مقررہ قوانین کے تحت چلائیں، فرشتوں کی یہ مجال نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ذرہ بھر بھی سرتابی کر سکیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ (التحریم:۶)

"وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت نہیں کرتے اور وہ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے"۔

ملائکہ کی تعداد ہمیں معلوم نہیں ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حساب ہیں، آسمانوں پر بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ نہ ہو، ہر انسان کے ساتھ کئی فرشتے ہوتے ہیں ان میں سے کچھ اس کی حفاظت

پر مامور ہوتے ہیں کچھ انسان کے اچھے اور برے اعمال لکھتے رہتے ہیں، اس طرح دنیا کے ہر کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو باطنی اور روحانی انتظامی مشینری قائم کی ہے، وہ فرشتوں پر مشتمل ہے۔

ملائکہ پر ایمان:

جس طرح توحید اور رسالت پر ایمان لانے کا حکم ہے اسی طرح ملائکہ پر بھی ایمان لانے کا حکم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (البقرة:۱۷۷)

"لیکن اصل نیکی تو یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور سب نبیوں پر"۔

ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم انہیں اللہ تعالیٰ کی ایک نوری مخلوق مانیں جو ہر کام اس طریقے سے سرانجام دیتے ہیں جیسے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے، وہ اپنے طور پر کسی کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے مختلف کام لگائے ہوئے ہیں جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق پورے کرتے ہیں، ان کی حالت یہ ہے کہ:

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ (النحل:۵۰)

"وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور جو انہیں حکم ملتا ہے وہی کرتے ہیں"۔

فرشتوں پر ایمان دراصل عقیدۂ توحید کی تکمیل ہے۔ قرآن و حدیث نے فرشتوں کے بارے میں لوگوں کے غلط عقیدوں کی اصلاح کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرشتوں کو شریک ٹھہرانے کے عقیدے کی تردید کی اور فرشتوں کا اصل مقام بتایا ہے۔

انسان مادی زندگی اور اس کے فوائد و نقصانات پر بہت زیادہ یقین رکھتا ہے اور جو مخلوق نظر نہ آئے اس کو ماننے کے لیے آسانی سے رضامند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی شکل میں نوری مخلوق پیدا فرما کر اپنی قدرت سے ہمیں آگاہ کیا اور پوری کائنات کا نظام ان کے ذمہ لگا کر ہمیں یہ بتایا کہ ہر نظام چلانے کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور اس نوری مخلوق پر ایمان لانے کا حکم دے کر ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر اعتماد کر کے کچھ ایسی چیزوں کو مان لینے کی تربیت دی ہے جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔

اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے جن کا ذکر اکثر آتا ہے، ان کی تعداد چار ہے اور ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے

حضرت جبرائیل علیہ السلام:

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا سب سے مقرب فرشتہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات انبیاء اور رُسُل تک پہنچانے پر مامور ہے۔ شبِ معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ان کا مقام بہت بلند ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا

CS CamScanner

ذکر حدیث اور سیرت کی کتابوں میں کثرت سے آتا ہے۔قرآن مجید کے نزول کے پورے عرصہ میں جو تقریباً تئیس سال کی مدت ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس شب و روز، سفر و حضر ہر حالت میں حاضر ہوتے رہے۔کبھی اپنی اصل شکل میں آتے، کبھی انسانی شکل میں۔کبھی قرآنِ حکیم کی آیات اور سورتیں لے کر آتے اور کبھی کوئی اور پیغام۔

حضرت میکائیل علیہ السلام:

اس کائنات میں نظم و نسق چلانے کا کام ان کی ذمہ داری ہے۔بارش برسانے اور لوگوں تک رزق پہنچانے کا کام ان کے ذمہ ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ کا یہ مقرب فرشتہ ہر انسان کے پاس آتا ہے کیونکہ یہ تمام جانداروں کی ارواح قبض کرتا ہے۔انہیں مَلَک الموت (موت کا فرشتہ) بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام:

حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت برپا کرنے کے لیے صور پھونکیں گے۔

4: آخرت / معاد

معنی و مفہوم:

آخرت کا مطلب ہے بعد میں آنے والی۔ہماری عارضی زندگی کو قرآنِ حکیم میں "الحیٰوۃ الدنیا" کہا گیا ہے، یعنی قریب ترین زندگی یا صرف اولیٰ کہا گیا ہے، یعنی پہلی یا ابتدائی زندگی۔موت کے بعد کی زندگی کو آخرۃ اور عقبیٰ کہا گیا ہے، عقبیٰ کا معنی ہے پیچھے آنے والی۔

اسلام کا تصورِ آخرت:

اسلام میں آخرت کا نہایت واضح تصور دیا گیا ہے۔قیامت برپا ہوگی، یہ ساری کائنات ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔مرے ہوئے تمام انسانوں کو دوبارہ زندگی دے کر اٹھایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ کے حضور سب کی پیشی ہوگی۔دنیا میں کیے گئے اعمال کا حساب دینا ہوگا، جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ انعام پائے گا اور جس کے برے اعمال زیادہ ہوں گے وہ سزا پائے گا۔اسلام کے تصورِ آخرت کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

★ انسان کی اس ارضی یا دنیوی زندگی کا خاتمہ اصل میں ایک زندگی سے دوسری زندگی میں تبدیلی ہے۔مرنے سے انسان کا صرف جسم فنا ہوتا ہے، اس کی روح فنا نہیں ہوتی۔

★ یہ دنیوی زندگی بہت محدود مدت کی اور عارضی ہے، جبکہ اُخروی زندگی دائمی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ (المومن:۳۹)

"اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے، ہمیشہ کے قیام کی جگہ تو آخرت ہے"۔

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

(العنکبوت:۶۴)

"اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا۔اصل زندگی تو دارِ آخرت ہے، کاش یہ لوگ علم رکھتے"۔

★ دنیوی زندگی آخرت کی کھیتی ہے۔یہاں انسان جو کچھ بوئے گا اس کی فصل آخرت میں کاٹے گا۔یعنی یہاں جو عمل بھی کرے گا اس کی سزا یا جزا آخرت میں ملے گی۔

★ یقیناً دنیوی زندگی سے آخرت بہتر ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ (الضحیٰ:۴)

"اور یقیناً آخرت تیرے لیے اولیٰ (دنیا) سے بہتر ہے"۔

ایک اور مقام پر دنیا کی زندگی کا آخرت کے ساتھ یوں موازنہ کیا گیا ہے:

وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ (الرعد:۲۶)

"یہ لوگ دنیوی زندگی پر خوش ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاعِ قلیل کے سوا کچھ نہیں ہے"۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر دنیا کی اہمیت و قدر مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس دنیا سے پانی کا ایک گھونٹ بھی میسر نہ آتا"۔ (ترمذی)

★ آخرت میں نجات اور کامیابی کا دار و مدار صرف اور صرف ایمان اور عملِ صالح پر ہے۔اس کے سوا وہاں کوئی

CS CamScanner

چیز کام نہ آئے گی۔نسل، قرابت داری، دولت اور جاہ وحشمت وغیرہ کوئی چیز بھی کام نہ آئے گی۔

★ انسان کے اعمال کو ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا۔ایک طرف نیکیاں اور ایک طرف برائیاں۔اگر نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہوگا تو انعام ملے گا۔اگر برائیوں کا پلڑہ بھاری ہوگا تو سزا ملے گی۔

★ جو شخص انعام کا مستحق قرار پائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور سزا کے حقدار کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

بعث بعد الموت:

ہر انسان نے مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے۔موت کے بعد کی زندگی کے متعلق قرآن مجید میں مختلف مقامات پر یوں ارشاد ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ (المومنون:۱۱۵)

"کیا تم نے یہ خیال کر لیا کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تمہیں کبھی ہماری طرف پلٹنا ہی نہیں؟"۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ (الروم:۲۷)

"وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے"۔

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝
قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ (یٰس:۷۸-۷۹)

"انسان کہتا ہے کہ کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ سب بوسیدہ ہو چکی ہوں۔کہہ دیجئے کہ وہی ان کو دوبارہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کے ہر کام کو خوب جانتا ہے"۔

حشر:

موت انفرادی ہو یا اجتماعی، یہ زندگی کا انجام نہیں ہے، بلکہ ایک اور زندگی کا آغاز ہے۔ہر انسان ایک طرح کی عبوری نئی زندگی شروع کر دیتا ہے، جسے قرآنِ مجید نے برزخ کہا ہے۔جب اجتماعی ہلاکت قائم ہو چکے گی تو اس کے بعد سب کے سب انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔اب ایک ایک فرد سے اکیلے اکیلے اس پہلی زندگی میں کیے گئے اعمال کا پورا پورا حساب لیا جائے گا۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝

(البقرۃ:۴۸)

"اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی جان کے کام نہ آئے گی اور نہ ان سے سفارش قبول کی جائے گی اور نہ ان سے

معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی"۔

انسان کی کوئی نیکی یا بدی چھپی نہیں رہ جائے گی۔قرآن مجید نے یومِ حشر کی جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ لرزا دینے والی ہیں۔اس دن کسی طاقت کا استعمال، سفارش، بہانہ یا فدیہ کوئی چیز کام نہ آسکے گی۔معافی کا وقت بھی گزر چکا ہوگا۔اس کے ساتھ اس دنیا میں بظاہر ضائع ہو جانے والی نیکیوں کے مسرت افزاء نتائج نیک لوگوں کے سامنے آئیں گے۔قرآن مجید کی صرف دو آیات اس حساب کتاب کی کیفیت سمجھانے کے لیے کافی ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

(الزلزال:۷-۸)

"تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا، اسے دیکھ لے گا، اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے گا، اسے دیکھ لے گا"۔

حساب وکتاب:

حساب وکتاب کے نتیجے میں مجموعی طور پر نیک و بد اور اچھے برے انسان الگ الگ کر دیے جائیں گے۔دونوں قسم کے انسانوں کو ایک ابدی زندگی دی جائے گی جس میں موت نہیں آئے گی مگر زیادہ نیکی کرنے والوں کو نعمتوں سے نوازا جائے گا، جبکہ زیادہ برائی کرنے والوں کو بدترین سزا دی جائے گی۔اس انعام اور سزا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم (دوزخ) کہہ کر کیا ہے۔

★ آخرت کے اس حساب وکتاب میں اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کون سے قانون کے مطابق پرکھی جائے گی؟

★ نیکی اور بدی کا معیار کیا ہوگا؟

★ گواہ کہاں سے لائے جائیں گے؟

★ ہر آدمی کے اعمال کا ریکارڈ کہاں سے لیا جائے گا؟

یہ سب کچھ اس دین اور قانون کے مطابق ہوگا جس کی خبر اس زندگی میں رسولوں کے ذریعے دی گئی تھی اس لیے اس دن کا نام بھی قرآن مجید میں (یوم الدین) آیا ہے یعنی جزا و سزا کا دن یا (دین) نتائج کے ظہور کا دن۔اس دن توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان یا ان کے انکار کے اچھے برے نتائج سامنے آجائیں گے۔اس دن انبیاء کرام علیہم السلام کی خوشخبری دینے اور ڈرانے کی ایک ایک بات درست ثابت ہوگی۔تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت اور ان کی تعلیمات کی صداقت اس دن روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گی۔ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دن اپنے بلند ترین مرتبے "مقامِ محمود" پر جلوہ گر ہوں گے۔

CS CamScanner

جنت ودوزخ:

جنت اُخروی زندگی میں نیکوکاروں کا مقام ہے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے جن کے برے اعمال نیکیوں کے مقابلے میں زیادہ ہوں گے۔ جنت کی زندگی دائمی ہے۔ جہنم کی زندگی کے بارے میں آیا ہے کہ اہل ایمان اپنے گناہوں کی سزا پا کر آخرکار جہنم سے نجات حاصل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنت میں انسان کو وہ سب کچھ حاصل ہوگا جس کی اس کے دل میں خواہش پیدا ہوگی۔ ارشادِ ربانی ہے: وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۔ (الزخرف: ۷۱)

ترجمہ: ''اور اس جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے جو آنکھوں کو لذت دینے والی ہوگی''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ۝ (حٰمٓ السجدہ:۳۱)

''اور تمہارے لیے جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے دل خواہش کریں گے اور تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا جس کی تمنا کرو گے''۔

قرآنِ حکیم میں متعدد مقامات پر بڑے دلکش انداز میں جنت کا نقشہ کھینچا ہوا ہے۔ گھنے باغات، ان کے نیچے بہتی نہریں، پانی اور شہد کی نہریں، معتدل موسم، ہر قسم کے میوے، چاندی کے برتن، شیشے کے جام، حوریں اور غلمان، یہ سب چیزیں وہاں موجود ہوں گی۔ احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ جنتیوں کو سب سے بڑا انعام یہ ملے گا کہ انہیں دیدارِ الٰہی بھی نصیب ہوگا۔

قرآنِ مجید میں جہنم کی ہولناکیوں کو بھی جابجا بیان کیا گیا ہے۔ جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ جہنم کی بھڑکائی ہوئی آگ بدن کو چھوتی ہوئی دل تک پہنچے گی۔ جہنم کی آگ میں نہ وہ جئیں گے اور نہ مریں گے۔ وہ آگ کھال کو ادھیڑنے اور کبھی نہ بجھنے والی ہے۔ جہنم میں لوگوں کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو آنتوں کو کاٹ دے گا اور کھانے کو خاردار جھاڑی کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

شفاعت:

قرآن مجید میں اس بات کو کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے روز نہ کوئی اعمال کا سودا ہوگا، نہ دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش۔ ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے۔ اس روز منافقوں اور کفر کرنے والوں سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس روز نفسانفسی کا عالم ہوگا۔ اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا، اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے، ہر آدمی کو بس اپنی ہی پڑی ہوگی۔ لہٰذا یہودیوں کا زعمِ باطل تھا کہ ان کے آبا واجداد ان کی شفاعت کر کے اللہ تعالیٰ سے انہیں معافی لے دیں گے اور وہ جنت میں چلے جائیں گے۔ اس روز آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر ایمان نہ لانے والے کفار کے حق میں نہ کوئی سفارش قبول کی جائے گی، نہ فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان کی کوئی مدد کر سکے گا۔ اس لیے انہیں اس دن سے ڈرنا چاہیے، یعنی گھمنڈ ترک کر کے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر ایمان لے آنا چاہیے۔

قیامت کے روز کفار و مشرکین کی کوئی سفارش نہیں کرے گا اور ان کے لیے کسی کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔ البتہ ان اہل ایمان کے حق میں جن سے خطائیں سرزد ہوئی ہوں، فرشتے، انبیاء، شہداء اور صالحین اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے ان کی سفارش کریں گے۔ یہ بات قرآن مجید کی متعدد آیاتِ مبارکہ سے ظاہر ہے، مثلاً ارشادِ ربانی ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ (البقرۃ:۲۵۵)

''کون ہے جو اس کے پاس سفارش کرے گا مگر اس کی اجازت سے''۔

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ (سورۃ یونس:۳)

''کوئی اس کے پاس اس کا اذن حاصل کیے بغیر سفارش نہیں کر سکتا''۔

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الانبیاء:۲۸)

''اور وہ سفارش نہیں کر سکتے مگر اس کی جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو''۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۝ (سورۃ مریم:۸۷)

''وہ کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے رحمٰن سے اقرار لیا ہو''۔

ایک حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کا مخلوق سے عہد یہ ہے کہ وہ ایمان لائیں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ (تفسیر القرطبی379)

متعدد احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنی امت کے گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت حاصل ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اللہ تعالیٰ سے سفارش فرمائیں اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو ''شفیع المذنبین'' کہا جاتا ہے۔

مشق

سوال نمبر۱ : درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے دیں۔

الف۔ اللہ تعالیٰ کی صفات قرآنِ مجید کی روشنی میں بیان کریں۔

ب۔ سورۂ اخلاص توحیدِ الٰہی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ وضاحت کریں۔

ج۔ نبوت و رسالت کا مفہوم بیان کریں نیز یہ بتائیے کہ منصبِ رسالت کے لیے انسانوں کو ہی کیوں منتخب کیا گیا؟

د۔ فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

ہ۔ اسلام مرنے کے بعد والی زندگی کے بارے میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ وضاحت کریں۔

و۔ قیامت کے دن شفاعت کے تصور پر بحث کریں۔

سوال نمبر۲: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ ایمان باللہ سے کیا مراد ہے؟

ب۔ رسول کے لغوی معنیٰ کیا ہیں؟

ج۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

د۔ معجزات سے کیا مراد ہے؟

ہ۔ اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کو اپنا نبی منتخب کیا؟

و۔ فرشتوں یا جنوں کو نبی کیوں نہ بنایا گیا؟

ز۔ نبی کو معصوم کیوں کہا جاتا ہے؟

ح۔ ملائکہ کو قاصد کس وجہ سے کہا جاتا ہے؟

ط۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ذمہ کیا کام ہے؟

ی۔ دنیا کی زندگی کو کیا کہا گیا ہے؟

ک۔ جہنم کا ایندھن کن کو قرار دیا گیا ہے؟

سوال نمبر۳ : درج ذیل سوالات کے مناسب ترین جواب کا انتخاب کریں۔

الف۔ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن کا مطلب ہے۔

i۔ جہانوں کے لیے رحمت　　ii۔ آخری نبی

iii۔ گنہگاروں کا سفارشی　　iv۔ یتیموں کا والی

ب۔ جنتیوں کو سب سے بڑا انعام کیا ملے گا؟

i۔ حوریں اور غلمان　　ii۔ دودھ اور شہد کی نہریں

iii۔ باغات اور پھل　　iv۔ دیدارِ الٰہی

ج۔ مقامِ محمود کس کی فضیلت ہے؟

i۔ حضرت آدم علیہ السلام　　ii۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

iii۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام　　iv۔ میکائیل علیہ السلام

د۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دنیا کی اہمیت کس چیز کے برابر ہے؟

i۔ کانٹا　　ii۔ مچھر کے پر　　iii۔ کنکری　　iv۔ مکھی

ہ۔ کس فرشتے کا نام سیرت اور حدیث کی کتابوں میں کثرت سے ملتا ہے؟

i۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام　　ii۔ حضرت میکائیل علیہ السلام

iii۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام　　iv۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام

و۔ نبی کے لفظی معنیٰ ہیں؟

i۔ پیغام پہنچانے والا　　ii۔ خوشخبری دینے والا

iii۔ رہنمائی کرنے والا　　iv۔ خبر دینے والا

ہ۔ ''لم یتّخذ ولدا'' کا کیا مفہوم ہے؟

i۔ اس کی کوئی اولاد نہیں　　ii۔ اس کا کوئی باپ نہیں

iii۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں　　iv۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سرگرمی: طلبہ/طالبات کو گروپوں میں تقسیم کر کے ایک گروپ اسلام کے بنیادی عقائد کا چارٹ بنا کر پیش کریں اور دوسرا گروپ چار مشہور فرشتوں کے نام و کام کا چارٹ بنا کر پیش کریں۔

CS CamScanner